روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | بدھ ۲۱ - ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، ۵ - احسان ۱۳۷۰ ہش، ۵ - جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لائبیریا کے مہاجرین کی خدمت

"لائبیریا سے چونکہ بہت سے مہاجرین غانا، نائیجیریا اور سیرالیون پہنچے تھے اور وہاں کیمپوں میں ان کی حالت بہت بُری ہے۔ اس لئے وہاں میں نے ہدایت کی تھی کہ خدام الاحمدیہ وغیرہ دوسری تنظیمیں امیر کے ماتحت منظم پروگرام بنا کر اُن کی خدمت کریں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو اور محبت بھی ایسی جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے۔ اور ایک دُوسرا شخص بار بار کہے کہ یہ شخص مَر جائے یا اس کی نسبت اور اسی قسم کی دلآزاری کی باتیں کہے اور اُسے تکلیف دے تو وہ شخص ایسی باتوں سے کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ اور وہ باپ جس کے بچے کے لئے کوئی شخص بددعائیں کر رہا ہو یا دیگر رنجدہ کلمات اس کے بچے کی نسبت استعمال کر رہا ہو ایسے شخص سے کب محبت کر سکتا ہے؟ اسی طرح پر اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ کا رنگ رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اُتارا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ خود ان کا متولّی، متکفّل اور اُن کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز، روزہ رکھنے والا ہو) اُن کی مخالفت کرتا ہے اور اُن کے دُکھ دینے پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش مارتی ہے اور اُن مخالفت کرنے والوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دُکھ دینا چاہا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صہ ۲۲۹)

درخواستِ دُعا

مکرم خالد ندیم قریشی صاحب معلّم اصلاح وارشاد مقامی تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہیں۔ جسم کا بایاں حِصّہ فالج کی طرح متاثر ہے۔ ابتدائی تشخیص یہ تھی کہ دماغ میں ٹیومر ہے۔ مختلف قسم کے ٹیسٹوں کے بعد اب رائے یہ ہے کہ دماغ کے ایک حِصّہ میں انفیکشن ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق علاج لمبا وقت بھی لے سکتا ہے۔ احباب کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس خادمِ سلسلہ کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(نظارت اصلاح وارشاد مقامی)

مکرم طلعت محمود صاحب متوجہ ہوں

مکرم طلعت محمود صاحب نمائندہ الفضل ۹ مئی سے دَورہ پر گئے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں فوری طور پر الفضل سے رابطہ کریں۔

(مینیجر)

کھلتا چلا جاتا ہے کہ دعا کو اوّلیت ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسباب اختیار کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ خدا کا کوئی برگزیدہ نبی بھی اس اسباب کی پیروی سے مستغنی قرار نہیں دیا گیا اور نمونے کے طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھی عظیم الشان خوشخبریوں کے باوجود اسباب سے استفادہ کرتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ اور کسی ایک موقع پر بھی تاریخی لحاظ سے یہ بات نظر نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہو کہ مجھے اسباب کی ضرورت نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲۔ جنوری ۱۹۹۰ء)

ہر مشکل کے وقت پہلے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو
پھر اسباب اختیار کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ امتیازی تعلق قائم ہونا چاہیئے کہ ہر ضرورت کے وقت اور ہر خوف سے بچنے کی خاطر سب سے پہلے دھیان خدا تعالیٰ کا ذہن میں آئے اور بعد میں اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہو۔ اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہونے کے متعلق یہ نکتہ ضرور ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے۔ روحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اسلئے ہم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دعا اصل ہے۔ دعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر جو ذرائع اس نے بنائے ہیں۔ جو اسباب کی دنیا خود اس نے تخلیق فرمائی ہے، اس دنیا سے مستغنی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا خدائی کا دعویٰ ہے۔ گویا انسان اپنے آپ کو خدا کی تخلیق کے بعض حصوں سے بالا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی کائنات اب لازم ہے کہ میرے تابع چلے (صاحب ایمان) کے تابع وہ کائنات چلائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن دعا کی وجہ سے اور خدا سے تعلق کی وجہ سے، اسباب سے مستغنی ہونے کی وجہ سے نہیں۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان چیزوں سے بالا ہو چکے ہیں اور اب ہمیں ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت نہیں وہ ویسے ہی جاہل اور مشرک ہیں۔ جیسے وہ لوگ جو دعا کی ضرورت سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی کائنات ہیں، اس کی تخلیقات میں کسی ایک حصے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ مالک ہے اور وہ مالکِ کُل ہے اس لئے جیسے روحانی ذرائع اس کی ملکیت میں ہیں۔ اسی طرح جسمانی ذرائع بھی اسی کی ملکیت ہیں اور دونوں پر انحصار اس رنگ میں کرنا کہ بیک وقت اسباب کے ہوتے ہوئے بھی دعا کو اوّلیت حاصل ہو۔ اور اپنے ایمان اور اپنے یقین میں اصل انحصار دعا پر ہو۔ یہ ہے وہ (صاحبِ ایمان کی) شان جس کی قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ اور انبیاء کی مثالیں پیش کرتے ہوئے، مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے ہمارے سامنے یہ مضمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۵۔ احسان ۱۳۷۰ ہش ۵۔ جون ۱۹۹۱ء

اندر کی آواز

انسان اپنے آپ کو سب سے اچھا نہ بھی سمجھے تو کم از کم اتنا تو ضرور کرتا ہے کہ بہتوں سے اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ اور جب دوسروں کی بُرائی کرنے پر آتا ہے تو بُرائیاں بیان کرتا ہی چلا جاتا ہے اور یوں لگتا ہے کہ اس میں تو کوئی بُرائی ہے ہی نہیں۔ سب بُرائیاں دوسروں ہی میں ہیں۔ خاص طور پر ان میں جن کا وہ ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے میں اگر وہ کوئی بُرائی اپنی طرف منسوب بھی کرلے تو دل ہی دل میں سوچتا ہے کہ دراصل اس میں یہ بُرائی ہے تو نہیں لیکن دوسروں کے متعلق اپنی بات منوانے کے لئے اس نے اگر اپنے متعلق یہ کچھ کہہ دیا ہے تو کوئی ہرج نہیں۔ یہ انسانی فطرت کی خامی ہے۔ اور ہم سب کا فرض ہے کہ ہر خامی کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ ایک تو یہ کہ دوسروں کی بُرائیاں نہ گنوائیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی خامیوں پر نظر رکھیں اور ایسا کرتے ہوئے دوسروں کی خوبیوں کا نقشہ بھی اپنے ذہن میں ضرور کھینچیں تاکہ اپنی خامی کی موجودگی میں دوسروں کی خوبیاں اور بھی اُجاگر ہو کر سامنے آئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اپنے مقام پر رکھنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انسان اپنی خامیوں کو بڑا کر کے دیکھے اور ان کے ازالہ کی کوشش کرے۔ یعنی اپنی ہر خامی کو چاہے کتنی ہی غیر اہم کیوں نہ ہو ــ اور خامی تو کوئی غیر اہم ہوتی ہی نہیں ــ اسے بڑی خامی سمجھے اور بیقرار ہو جائے کہ میں اس کو دُور کروں۔ اور دوسروں کی خوبیوں کو ــ چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی خوبی کیوں نہ ہو ــ اور خوبی تو کوئی چھوٹی ہوتی ہی نہیں ــ بڑی خوبی سمجھے۔ اسے سراہے اور دل میں خواہش پیدا کرے کہ کاش یہ خوبی مجھ میں بھی آجائے۔

حضرت امام جماعت الرابع۔ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سوال و جواب کی محفل میں فرمایا کہ اگر تم وصلِ الٰہی چاہتے ہو تو اپنے آپ کو ہر ایک سے بدتر سمجھو۔

"ایک آخری بات میں یہ کہوں گا کہ سوسائٹیاں دو طرح کی بننی شروع ہو جاتی ہیں۔ جب آپ دوسروں میں بُرائیاں دیکھتے ہیں تو تنقید کا رویّہ پنپتا ہے۔ اور جب آپ اپنے اندر جھانک کر اپنی برائیوں کو دیکھتے ہیں تو عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ انکسار پیدا ہوتا ہے۔ محبت پیدا ہوتی ہے۔ تو دوسروں کے عیب نہ دیکھیں۔ ان معنوں میں اپنے عیب دیکھیں کہ اپنے اندر ڈوب کر اپنے آپ کو دیکھنا چاہیئے۔

یہی وہ بات ہے جو انسان کو خدا کے قریب لے جاتی ہے اور اس کے وصل کا باعث بن جاتی ہے۔

عاجزی اور انکساری کے لئے
اپنے اندر جھانک کر دیکھا کریں
نیکیاں ہیں روشنی کی اِک جھلک
اپنی ہر خامی کی ظلمت سے ڈریں

ابو الاقبال

کوئی بلند نہ ہوگا اس آستاں کی طرح
زمیں بھی ہم کو ملی جس پہ آسماں کی طرح

جو اُن کی یاد میں مَیں نے بسر کئے اے دل
"مرے وہ لمحے بھی ہیں عمرِ جاوداں کی طرح"

ہم اسکے جذر کو کب کر سکیں کے مد سے جُدا
کہ زندگانی ہے اک بحرِ بیکراں کی طرح

جو تم سے ہو سکے پڑھنا مرے نقوشِ جبیں
مرا سکوت بھی ہے میری داستاں کی طرح

کھلے نہ غنچے نہ آئی صدائے نغمہ و ساس
مری بہار بھی آتی رہی خزاں کی طرح

ہواؤ حرص کے جب مرحلوں سے گذریں گے
ملے گا سود ہمیں منزلِ زیاں کی طرح

ہمیں مبشّرہ یہ زندگی سے شکوہ ہے
خلش بھی ہم کو ملی زخمِ جاوداں کی طرح

مبشّرہ شفیع

آپ کے خط میں ایک خوشبو ہے
صبح کی تازہ دم ہوا کی طرح
اس میں تسکین اور راحت ہے
میرے ماں باپ کی دعا کی طرح

امۃ الباری ناصر

آدابِ دُعا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
"اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دعا کرو۔ تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بننا چاہیئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کیلئے پڑھنا چاہیئے۔ مگر حقیقت کو پاؤ۔ ہاں جس کو زبانِ عربی سے موافقت اور فہم ہو۔ وہ عربی میں پڑھے۔" (ملفوظات جلد اوّل صد ۵۳۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادداشتیں

کچھ دن پہلے مجھے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرنے کو کہا گیا تو میں نے سوچا یہ بہت آسان کام ہے بائیس تئیس سال اکٹھے ایک ادارہ میں کام کرنے کے باعث میں ان کے بارہ میں بہت کچھ کہہ سکتی ہوں۔ لیکن آج جب یادداشتیں اکٹھی کرنے بیٹھی تو پتہ چلا کہ یہ کام تو بہت ہی مشکل ہے۔ مشکل اس طرح کہ وقت اور وسائل کم ہیں اور اس شخص کی خوبیاں زیادہ جس کے لئے لکھتے ہوئے بھی میرا دل رو دیا۔

جب ایک شخص ہمارے درمیان موجود ہوتا ہے تو اس کے بارے میں ہمارے تاثرات کا تانا بانا ہماری اپنی ذات کے محور کے گرد گھوم کر اس شخص تک پہنچتا ہے۔ اس کی بعض خوبیاں بھی نظر نہیں آتیں۔ اس سے گلے شکوے شکایات بھی ہوتی ہیں۔ اس کے نظریات سے ہمارے خیالات کی موافقت نہیں ہوتی۔ لیکن اس سب کے ساتھ ساتھ ہر اس انسان کے لئے جو ہمارے قریب ہوتا ہے اور بہت لمبا عرصہ تک ساتھ رہتا ہے۔ اس کی شخصیت کا ایک خاکہ ایک پیکر ہماری نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ اپنے ابھرتے نکھرتے رنگوں کے حسین امتزاج کے ساتھ کوئی عارضی جدائی ان رنگوں کو پھیکا کر سکتی ہے اور دائمی جدائی ان کو دھیما کر سکتی ہے لیکن جو خاکہ ہمارے ذہن میں وہ شخص بنا جاتا ہے وہ انمٹ ہوتا ہے اور موت کی جدائی کا پردہ اس خاکے اور ہماری آنکھوں کے درمیان آتے ہی اس خاکہ کی تمام خامیوں پر نقاب کا کام دیتا ہے۔ اور اس خاکہ کے یعنی اس انسان کی سیرت کے تمام پہلو ایک ایک کر کے اجاگر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ خود بھی دیکھتا ہے اور حیران ہوتا ہے کہ اس شخص میں اتنی خوبیاں تھیں اور پھر دوسروں کو بھی دکھاتا ہے کہ دیکھو اس جانے والے شخص میں کتنی خوبیاں تھیں۔ یہ تمام خوبیاں تو اس شخص میں روز اول سے موجود ہوتی ہیں۔ صرف ہمارے تاثرات کا تانا بانا اس تک بغیر ہماری ذات کو درمیان میں لائے ہوئے پہنچ جاتا ہے۔

اس تمہید کا مطلب صرف یہ تھا کہ اگر میں اس شخص کا خاکہ آپ کو اپنی آنکھوں سے دکھلانے بیٹھوں تو اتنے ہی سال درکار ہوں گے جتنے سال میں نے ان کے ساتھ اس ادارہ میں گذارے ہیں۔ اس لئے اس خاکہ کے کچھ نقوش آپ پر واضح کرنے کی سعی کروں گی یعنی ان کی ذات کے چند پہلوؤں کی تشریح اپنے خیالات کی روشنی میں کروں گی۔ ان کی سیرت و کردار سے متعلق کچھ کہنے سننے والے اس ادارہ میں مجھ سے بھی پہلے کے ان کے قدیم ساتھی موجود ہیں۔ جو جانتے ہیں کہ بحیثیت انسان وہ ایک بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔

رواداری، حسن سلوک، حسن خلق میں یکتا تھے عیب پوشی کرنے والے تھے، حفظ مراتب کا خیال رکھنے والے تھے۔ غریب پرور، ہمدرد، بذلہ سنج تھے۔ اور مزاح کو سمجھتے تھے۔ بحیثیت افسر میں ان کی انتظامی قابلیت کی قدرداں تھی۔ بہت پیچیدہ مسئلوں کو دم بھر میں حل کر دیتے تھے۔ بعض اوقات زنانہ عملہ کے کچھ لوگوں کے درمیان بدمزگی پیدا ہو جاتی اور میں تمام وقت سوچتی رہتی کہ یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا۔ دونوں فریقوں میں سے ایک تو ضرور ناراض ہو جائے گا لیکن جب بات ان تک پہنچتی تو مسئلہ کا ایسا حل نکالتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ دونوں فریق باہم صلح بھی کر لیتے۔ ڈاک کا پلندہ ہوتا تھا جو منٹوں میں جواب لکھوا کر ختم کر دیتے تھے ان کا رعب و دبدبہ بھی بلا کا تھا۔ جب راؤنڈ پر نکلتے تو راستے میں لوگ ان کے ساتھ ملتے جلتے اور جب زنانہ وارڈ میں راؤنڈ کے لئے پہنچتے تو کم از کم پانچ سات لوگ ہوتے۔ زنانہ وارڈ کا راؤنڈ کرانے کے لئے میں بھی ساتھ شامل ہو جاتی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں دست شفا بخشا تھا۔ عورتوں کے علاج کے بارے میں ان کا تجربہ طبیب حاذق کا سا تھا۔ جب میں شروع شروع میں ۱۹۶۵ء میں آئی تو ہسپتال میں ایک مریضہ کینسر کی داخل تھی۔ مجھے آج ۲۵ سال گذرنے کے بعد بھی اس کا نام یاد ہے۔ سلمیٰ اس کا نام تھا اس کے بیڈ پر گئے اور فرمایا اس کا علاج آپ نے میرے ساتھ مل کر کرنا ہے۔ "آپ مجھے (FINDINGS) بتلائیں میں نسخہ لکھوں گا"۔ چنانچہ اس کے لئے باہم مشورہ سے کچھ انجکشنز (INJECTION) تجویز ہوئے غالباً ایمڈسن (EMDOICIN) تھے۔ شہد کے ویجینل پلگز اور سچی بوٹی پلانے کا انتظام کیا گیا۔ اس وقت سٹاف دو دو۔ آپا رضیہ اور میں ہوتے تھے۔ ہم لوگ باری باری سچی بوٹی بھگونے، گھوٹنے، چھاننے اور پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ خدا کے فضل سے غالباً اب بھی بقید حیات ہے۔

جلسہ کے ایام میں ہر طرح کے انتظامی امور کی نگہداشت خود فرماتے۔ حتیٰ کہ میرے مکان پر بھی مع عملہ تشریف لاتے اور پوچھتے کہ مہمانوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے آپ کی تیاریاں مکمل ہیں۔ دوررس نظر کے حامل تھے ایک بار اوپر میری رہائش گاہ میں میرے پاس میرا ایک بھتیجا آیا ہوا تھا۔ راؤنڈ پر تشریف لائے۔ برآمدہ میں سے اوپر صحن پر نظر پڑی تو فوراً بولے۔ آپ کے صحن میں وہ کون لڑکا ہے کوئی چور اچکا تو نہیں، کیونکہ وہ جانتے تھے میرے پاس کوئی نہیں ہوتا۔ میں نے کہا بھتیجا ہے۔ تو بولے میں نے اس لئے پوچھ لیا تھا کوئی چور نہ ہو۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمانے لگے اوپر آپ کے ہاں مرچ مصالحے کوٹے جاتے ہیں آپ کھانا کھاتی ہیں اور میں گھر جا کر بادام کھاتا ہوں۔ میں نے کہا وہ کیوں۔ کہنے لگے ٹھک ٹھک سے سر میں درد جو ہو جاتی ہے۔ کتنے پیارے انداز سے سمجھا دیا کہ جب وہ دفتر میں ہوں تو ٹھک ٹھک نہ ہی ہو تو بہتر ہے۔ میں نے خادمہ کو منع کر دیا۔

ہسپتال کی تعمیر و ترقی میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ ہسپتال کی بہت سی عمارت تو میرے آنے سے پہلے کی بنی ہوئی تھی لیکن ہسپتال میں میری رہائش کی تعمیر کے لئے جب اجازت ملی تو خود کھڑے ہو کر بنیادیں بھروائیں۔ مٹھائی بانٹی۔ ہر روز نگرانی فرماتے، ہدایات دیتے۔ ہسپتال کا سرجیکل وارڈ ان کی زیر نگرانی تعمیر ہوا تھا۔ پرائیویٹ کمرے انہوں نے بنوائے اس سب کے لئے سعی کوشش اور ان تھک محنت کے سب قائل ہیں۔

ہسپتال ان کی زیر نگرانی جب تک رہا کوئی کینٹین سائیکل سٹینڈ ہسپتال کے اندر تو کیا ہسپتال کی دیوار کے باہر بھی نہ بننے دیا۔ فرماتے اگر یہاں کھوکھے بن گئے تو ایک تو ہسپتال بدنما لگے گا دوسرے بدعنوانیوں کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔

تمام ہسپتال کی چھتیں ان کے دور میں بدلی گئیں۔ جن کی دوبارہ تعمیر میں روزانہ کی نگرانی کرنا، ہدایات دینا، ان کی عادت میں شامل تھا۔

اپنے عملہ پر بڑا ناز تھا۔ فرماتے تھے "میں نے ایک ایک بندہ نگینہ کی طرح اکٹھا کیا ہوا ہے جو اپنی جگہ فٹ ہے"۔ لیکن اس کے باوجود بدعنوانی، سستی، کاہلی، اور کام چوری ہرگز ہرگز برداشت نہیں کرتے تھے۔ جب عملہ کے لوگ کبھی دیر سے آنے کے عادی ہی ہو جاتے تو ایک روز جلدی آکر سب کی غیر حاضری لگا کر رجسٹر اپنے پاس رکھ لیتے۔ پھر کیسے ممکن رہتا کہ دوسرے دن عملہ وقت پر نہ آئے اور وقت کی یہ پابندی رمضان کے دوران تو اپنے عروج پر پہنچ جاتی۔

جانوروں سے بے انتہا پیار کرتے تھے میرے پاس ایک سفید بلی تھی اس کی ایک آنکھ سبز اور ایک نیلی تھی۔ وہ بلی انہیں بہت پسند تھی۔ ایک دن کہنے لگے یہ بلی مجھے دے دو۔ میں نئی نئی ربوہ آئی تھی۔ اور بلی کا وہ بچہ اپنے ساتھ لاہور سے لائی تھی۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ وہ بلی کا بچہ اب مجھ سے کافی مانوس ہو چکا تھا۔ مجھے بہت پیارا تھا۔ میں نے کہا میاں صاحب میں آپ کو اس کا بھائی لاہور سے لادوں گی۔ میں نے لادیا۔ لیکن وہ اس طرح کا نہ تھا۔ کچھ دن بعد آئے۔ اوپر میرے گھر فرش پر اکڑوں بیٹھ کر بلی کو پیار کیا۔ بلکہ اکثر اسے دیکھنے آتے اور کہتے آپ نے مجھے جو بلی کا بچہ دیا ہے وہ اس جیسا نہیں ہے۔ وہ مجھے آپ نے دھوکے سے کسی اور کا بچہ لا دیا ہے۔

یہ سب باتیں اپنی جگہ ہیں لیکن درج ذیل دو باتیں جو میں آپ کو بتانے لگی ہوں حلفیہ کہتی ہوں کہ یہ بالکل سچ ہیں۔

مجھے منع کیا ہوا تھا بلکہ میں نے خود ہی کہہ کر لکھوایا تھا کہ میں صرف زچگی اور عورتوں کے امراض کی مریضوں کو دیکھوں گی۔ جنرل مریضوں کو نہیں دیکھوں گی۔ پھر بھی عورتیں بہت تنگ کرتی تھیں کہ آپ دیکھ لیں نسخہ لکھ دیں۔ میں کبھی کبھار لکھ دیتی تو خفا ہوتے کہ آپ کیوں لکھتی ہیں۔ میں نے کہا آپ نہیں جانتے بہت ضدی عورتیں ہوتی ہیں پیچھا ہی نہیں چھوڑتیں۔ مجھے لکھنا پڑتا ہے۔ فرمانے لگے ایسی عورتوں کو میرے پاس بھجوا دیا کرو۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ پھر ایک دن ڈانٹ پڑی کہ نہ لکھا کرو۔ صرف گائنی کے مریض دیکھا کرو۔

دوسرے دن میں نے ٹیپ ریکارڈر پاس رکھ لیا۔ اور جو مریضہ ضد کرتی تھی کہ آپ نسخہ لکھ کر دیں وہ ریکارڈ ہوتے رہے۔ میں تو کانشس تھی اس لئے میرا لہجہ دھیما تھا۔ میں نے جب وہ ٹیپ ریکارڈر آن کر کے سنایا تو بولے آپ کو قائل کرنا۔ سمجھانا نہیں آیا۔ اب کوئی آئے اور ضد کرے تو میرے پاس بھجوا دیا کریں۔ میں نے دوسرے دن ہی ایک لڑکی بھیجی جس کے معدے میں تکلیف تھی تھوڑی دیر بعد وہ واپس آگئی اور بولی۔ میاں صاحب نے کہا ہے کہ آپ دوائی لکھ دیں۔ میں نے اسے کہا کہ میاں صاحب سے جا کر کہو کہ آپ کو قائل اور سمجھانا نہیں آیا۔ مجھے تحریر لکھ کر بھیجیں کہ اس لڑکی کو دیکھ لیں۔ تب دیکھوں گی۔ چند منٹ بعد لکھی ہوئی تحریر میری آنکھوں کے سامنے تھی لکھا تھا "آپ سچی ہیں۔ یہ لڑکی بہت ضدی ہے۔ نہیں مانتی۔ آپ اسے نسخہ لکھ دیں"۔

میں نے اس شخص کی عظمت کو سلام کیا۔

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــــ پروفیسر بشارت الرحمٰن

محترم مرزا غلام رسول صاحب پشاوری

الفضل مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۹۱ء میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد کا ایک مضمون حضرت مرزا غلام رسول صاحب پشاوری رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات خاکسار نے خود مرزا صاحب سے سنے ہوئے ہیں جو لگا ہے لگا ہے قارئین الفضل کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ مرزا صاحب میرے خسر محترم تھے اور اکثر اُن سے خط و کتابت ہوتی رہتی تھی۔

(۱) ۱۹۴۹ء میں خاکسار تعلیم الاسلام کالج لاہور میں پروفیسر تھا۔ ایک دن محترم مرزا صاحب کا خط ملا کہ رات مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ "بشارت کو کہہ دو کہ ربوہ میں پناہ بنالے۔" اس وقت خاکسار کے مالی حالات کچھ ایسے تھے کہ خاکسار اس امر کے بارے میں سوچ نہیں سکتا تھا۔ اس وقت ربوہ میں زمین یکصد روپے فی کنال مل رہی تھی۔ یہ خیال بھی نہ آیا کہ کسی سے یکصد روپے قرض ہی لے لوں کہ بھلا مجھے یکصد روپے قرض دینے کو کون تیار ہو سکتا ہے؟ حیران تھا کہ میرے بارے میں یہ حکم کیسے آگیا ہے ناچار ہر مہینے پانچ یا دس روپے پس انداز کرتے ہوئے ایک سال کے بعد خاکسار نے ۱۰۰ روپے جمع کر لئے۔ ابھی میں نے یہ رقم زمین خریدنے کے لئے جمع نہ کرائی تھی کہ کسی جیب کترے نے جیب سے بٹوا ہی اڑا لیا اور معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔ آخر تین چار سال کے بعد جبکہ ربوہ میں زمین ۷۵۰/- روپے فی کنال تھی خاکسار کو نصف کنال خریدنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

(۲) مرزا صاحب محترم اس کے بعد جوڈیشل کمشنرز کورٹ پشاور (یعنی ہائی کورٹ صوبہ سرحد) کی ریڈری سے ریٹائر ہوئے تو خاکسار نے انہیں لکھا کہ اب آپ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں اب زندگی وقف کر کے ربوہ تشریف لے آئیں اور سراسر خدمتِ دین میں مشغول ہو جائیں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ "وقفِ زندگی کے بارے میں تمہارا خط ملا۔ کیا تم میرے انجام کو برباد کروانا چاہتے ہو کہ میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو۔" (مفہوماً)

خاکسار کی اس کے بعد جب اُن سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا کہ خاکسار نے تو آپ کو ایک نیک تحریک کی تھی۔ آپ کا جواب سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمانے لگے کہ تمہیں معلوم ہی ہے کہ میری طبیعت بڑی تیز ہے۔ ذرا کسی کی سخت یا تلخ بات کو برداشت نہیں کیا۔ ملازمت کے زمانے میں نے بڑے سے بڑے دنیوی حاکم مثلاً ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور گورنر صوبہ وغیرہ کسی کی بھی کوئی غلط یا تلخ بات برداشت نہیں کی۔ ہر ایسے موقعہ پر مقابلے میں کھڑا ہو گیا ہوں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں اپنے خدا پر مان ہے کہ ہم نے اس کی ایک برگزیدہ ہستی کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر پیمانِ و عہدِ وفا باندھا تھا۔ دنیا کے حکام کو ایسے موقعوں پر میں نے ایک مرے ہوئے کیڑے سے بڑھ کر وقعت نہیں دی۔

اگر میں ربوہ آجاؤں تو سلسلہ کے کسی نہ کسی افسر سے تلخ کلامی ہو سکتی ہے۔ اور معاملہ اُوپر تک پہنچ سکتا ہے اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ سربراہ جماعت کا خدا تعالیٰ سے تعلق مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ یہاں اگر میں نے تیزی دکھائی تو میں ہی مارا جاؤں گا۔

یہ بات تو اُن کی درست تھی آپ نے اپنے کئی ایمان افروز واقعات مجھے سناتے ہوئے تھے کہ کس طرح بڑے بڑے حکام کو آپ نے زورِ دعا سے چت گرایا۔ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو خاکسار نے خود آپ کی زبان سے سنا اور اس سے حظ اٹھایا۔

(۳) ایک ایمان افروز واقعہ

صوبہ سرحد کی چیف کورٹ (جوڈیشل کمشنرز کورٹ) کے ایک انگریز چیف جج تھے اور مرزا صاحب ان کے ریڈر (پیش کار) تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب کو رشوت لینے کے سلسلہ میں اشارہ کیا۔ اس پر مرزا صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا صاحب! آپ جانتے ہیں کہ میں احمدی ہوں۔ احمدی ایسا کام نہیں کر سکتے۔ اس پر انگریز صاحب بہادر نے کہا میں تمہیں موقوف کر دوں گا۔ اس پر مرزا صاحب نے کہا میں تمہیں موقوف کروا دوں گا۔ پھر مرزا صاحب اُٹھے اور بغیر صاحب کو سلام کئے گھر واپس آگئے اور سجدہ میں گر گئے اور اپنے آسمانی آقا کے آگے رونے لگے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے روتے ہوئے ابھی نصف گھنٹہ ہی گذرا ہو گا کہ آواز آئی۔ تم تہجد پڑھنے میں سست ہو۔ وعدہ کرو کہ آئندہ سستی نہیں کرو گے۔ میں نے عرض کیا حضور تہجد باقاعدہ ادا کرنے کا میرا پکا وعدہ۔ آج کے بعد کبھی سستی نہیں کروں گا۔ پھر آواز آئی سات دن تک متواتر یہ پڑھتے رہو کہ "تیرے سوا کوئی معبود و مقصود اور آقا نہیں تو پاک ہے۔ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔"

فرمایا کرتے تھے کہ میں نے فوراً یہ ورد شروع کر دیا۔ سات تو نہیں تیسرے ہی دن کشفی عالم میں میں نے دیکھا کہ میری آنکھوں میں ڈھیلے نہیں بلکہ دہکتے ہوئے انگارے ہیں۔ میرے سامنے ایک شخص آیا۔ میں نے اُسے گھور کر دیکھا تو وہ فوراً گرا اور مر گیا۔ اس کے بعد وہ انگریز چیف جج میرے سامنے آیا۔ اسی طرح وہ بھی مر گیا۔

فرمایا کرتے تھے کہ پھر دفتر گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے چیف جج کو بتایا ہے کہ انہیں ٹی۔ بی (سل) ہو گئی ہے اور صاحب بہادر رخصت لے کر ولایت جا چکے ہیں۔ بعد میں خبر آئی کہ وہ مر گئے ہیں۔

یہ واقعہ احمدیت کی آنیوالی نسلوں کے لئے ایک عظیم محرک ہے کہ ہم سب کو کیا چھوٹوں اور بڑوں۔ کیا مردوں کیا عورتوں سب کو تہجد کو لازم پکڑنا چاہیئے۔ جبکہ ہمارا خدائے بزرگ و برتر اپنے عرش کی بلندیوں سے سب سے نچلے آسمان پر آکر خود آوازیں دیتا ہے کہ ہے کوئی گناہوں سے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخشش دوں؟ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کے لئے رزق کے دروازے کھول دوں؟ یہ سب یہاں معنوی طور پر ہے۔ مراد یہ ہے کہ تہجد کا وقت قبولیتِ دُعا۔ نفسِ امّارہ اور شیطانِ رجیم سے جنگ میں کامیاب ہونے کے لئے ہر گفتگو میں اثر پیدا ہونے اور سچائی کی عادت ڈالنے کے لئے سب سے مؤثر نسخہ ہے یہی وہ امر ہے جس کا ہمارے شفیق و مہربان آسمانی آقا نے اپنے کلام پاک میں خود ذکر فرمایا ہے۔

دشمنوں کے شر سے بچنے بلکہ ان پر فتح پانے کے لئے اکسیر ہے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ کے سب افراد، بڑوں، چھوٹوں مردوں، عورتوں کو سب کو اپنے اس خاص دربار میں حاضر ہونے اور پھر ہمیشہ حاضر رہنے کی توفیق عطا فرمائے

وَاٰخِرُ کَلِمِنَا حَمْدٌ وَّ شُکْرٌ ۔ لِرَبٍّ مُحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانٖ

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

جس نے افسر ہو کر بھی میری بات کا برا نہ مانا۔ اور مریضہ کی دلجوئی کی خاطر لکھ کر تحریر دے دی۔ وہ لکھا جو ان کی پہلے سے لکھی ہوئی تحریر اور زبانی احکامات کے خلاف تھا۔ لیکن کس لئے۔ مریضہ کی تسلی کے لئے۔

۲۔ دوسرا واقعہ یوں ہے کہ زنانہ وارڈ میں ایک عورت بیمار تھی۔ معائنہ کی بنا پر میں نے خون کی کمی تشخیص کر کے اسے ٹیکے لکھ دیئے۔ وارڈ میں راؤنڈ پر آئے تو فرمانے لگے۔ یہ ٹیکے آپ نے کیوں لکھے ہیں اتنی خون کی کمی تو نہیں ہے۔ یہ دیکھئے خون کی رپورٹ لطفی صاحب نے لکھی ہے۔ ۷۵ فی صد ایچ۔ بی ہے میں نے کہا یہ رپورٹ غلط ہے اس کو خون کی بہت کمی ہے میں تو چاہتی ہوں۔ یہی ٹیکے اس کو لگیں۔ کہنے لگے "نہیں آپ غلط ہیں۔ لطفی خون ٹھیک ٹسٹ کرتا ہے"۔ میں نے اپنی بہت سبکی محسوس کی لیکن ماتحت تھی خاموش رہی اور ان سے اپنے زعم میں ناراض ہو گئی۔ تین چار دن وہ راؤنڈ پر آتے رہے۔ راؤنڈ کراتی تھی لیکن ایک لفظ بھی ان سے نہ بولتی تھی۔ چوتھے دن فرمانے لگے۔ راؤنڈ کے بعد میرے آفس میں آئیں۔ میں گئی۔ کہنے لگے۔ آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" میں نے کہا۔ جی ہاں میں ناراض ہوں" "کیوں؟" اس لئے کہ آپ نے مجھے سب مریضوں کے سامنے ڈانٹا تھا۔ نرسوں کے سامنے میری سبکی ہوئی۔ کہنے لگے۔" اچھا چلئے غصہ تھوک دیجئے میں معذرت خواہ ہوں"۔ اس وقت مجھے کچھ اپنی نئی نئی قابلیت کا زعم تھا۔ کچھ انا بھی۔ کچھ طبیعت میں پختگی نہ تھی اور سخت غصہ تھا۔ میں نے کہا۔ جی ہاں آپ نے تو مجھے ڈانٹا تھا سب کے سامنے وارڈ میں۔ نرسوں، مریضوں اور لواحقین کے سامنے" فوراً کہنے لگے۔" چلو میں سب کے سامنے جا کر معذرت کر لیتا ہوں۔" وہ دن اور آج کا دن مجھے ایسا سبق ملا ہے کہ زندگی میں پھر ہمیشہ کوشش کی کہ کبھی غصہ نہ کروں اور معذرت

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

لجنہ کالم

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"جو لوگ انکار کرتے ہیں۔ ان کے لئے زنجیریں اور طوق اور آگ رکھی ہے۔ وہ زنجیر کیا ہے۔ وہ رسوم ہیں جن کا تعلق قوم کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً بیٹے کا بیاہ کرنا ہے تو خواہ پاس کچھ نہ ہو قرض لے کر رسوم پوری کرنی ہوتی ہیں۔ یہ زنجیر ہوتی ہے جو کافر کو جکڑے رہتی ہے۔ اور وہ اس سے علیحدہ نہیں ہونے پاتا۔ اس کے مقابلہ میں ایمان لانے والا ہے۔ اس کے نکاح پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اگر توفیق ہے تو چھوہارے بانٹ دو۔ اگر نہیں تو اس کے لئے بھی جبر نہیں۔ پھر اغلال وہ عادتیں ہیں جن کا اپنی ذات سے تعلق ہے۔ دینِ حق ان عادتوں سے بھی روکتا ہے۔ شراب، حقہ، چائے کسی چیز کی بھی عادت نہ ہونی چاہیئے۔ انسان عادت کی وجہ سے بھی گناہ کرتا ہے۔ حضرت صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے کے زمانہ میں حضرت صاحب کے مخالف رشتہ داروں میں سے بھی بعض لوگ حقہ لے کر بیٹھ جاتے کوئی نیا آدمی جسے حقہ کی عادت ہوتی وہاں چلا جاتا تو وہ خوب گالیاں دیتے۔ چنانچہ ایک احمدی ان کی مجلس میں گیا۔ انہوں نے حقہ رکھ دیا اور حضرت صاحب کو گالیاں دینے لگ گئے اس سے اس احمدی کو سخت رنج ہؤا کہ میں ان کی مجلس میں کیوں آیا۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ کچھ بولتا نہیں۔ پوچھا میاں تم کچھ بولے نہیں۔ احمدی نے کہا بولوں کیا میں اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوں کہ حقہ کی عادت نہ ہوتی تو یہ باتیں نہ سننی پڑتیں۔ آخر اس نے عہد کیا کہ میں آئندہ کبھی حقہ نہ پیوں گا۔ سو عادت انسان کو گناہ کے لئے مجبور کر دیتی ہے پھر سعیر وہ آگ ہوتی ہے جو ان کے اندر لگی ہوئی ہوتی ہے اور انہیں تسلی نہیں ہونے دیتی۔ دیکھو ایک بت پرست کے سامنے جب ایک ایمان لانے والا اپنے خدا کی وحدانیت بیان کرتا ہے تو وہ کس قدر جلتا ہے اور ایک عیسائی کے سامنے جب ایک یہودی کہتا ہے کہ تمہارا خدا وہی ہے جس کو ہم نے کانٹوں کا تاج پہنایا اور یہ یہ تکلیفیں دیں تو اس کے سینے میں کس قدر جلن پیدا ہوتی ہے۔ تو کافروں کے دلوں میں ایک آگ ہوتی ہے۔ جو ان کو جلاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک یہودی حضرت عمرؓ سے کہنے لگا۔ مجھ کو تمہارے مذہب پر رشک آتا ہے اور میرا سینہ جلتا ہے کہ کوئی بات نہیں جو اس شریعت نے چھوڑی ہو۔ کاش کہ یہ سب باتیں ہمارے مذہب میں ہوتیں۔ تو یہ ایک آگ ہے جو ان کو جلاتی ہے اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا حال یوں بیان فرماتا ہے کہ کافروں کے مقابلے میں خداوند کریم مومنوں کو کافوری پیالہ پلاتا ہے۔ کافور کی خاصیت ٹھنڈی ہے۔ پس جہاں کافر کا سینہ جلتا ہے اس کے مقابلے میں ایمان لانے والے کا مزاج کافور ہو جاتا ہے یعنی جہاں کافر جلتا ہے وہاں ایمان لانے والا خوش ہوتا ہے کہ میرے مذہب جیسا کوئی مذہب نہیں۔ توحید کی تعلیم اور کلام الٰہی اس کے سامنے ہوتا ہے۔ دینِ حق کا ماننے والا جس وقت قرآن پڑھتا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو اس کا دل اس بات پر کس قدر خوش ہوتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے کس قدر قریب ہوں۔ دینِ حق پر چلنے سے ہی خدا سے تعلق ہوتا ہے اس کے مقابلے میں وید کا ماننے والا جب وید پڑھتا ہے تو کس قدر کڑھتا ہے کہ خدا جو وید کے رشیوں سے کلام کرتا تھا اب مجھ سے نہیں کرتا۔ میں کیا اس کا سوتیلا بیٹا ہوں تو ایمان لانے والا خوش ہوتا ہے اور کافر جلتا ہے۔ مگر وہ کافوری پیالہ جو ایمان لانے والے کو دیا جاتا ہے مشکل سے ملتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ ایمان لائے تو قتل کئے گئے۔ حضرت بلالؓ کو گرم ریت پر لٹا کر مارتے اور کہتے کہو لات خدا ہے۔ فلاں بت خدا ہے، مگر وہ (د ـــ) ہی کہتے اور باوجود اس قدر تکلیفوں کے انہوں نے اپنا ایمان نہ چھوڑا۔ تو ایمان لانا کوئی معمولی بات نہیں۔ جنت کے ارد گرد جو روکیں ہیں وہ مشکل سے ہٹتی ہیں۔ اور جو لوگ ایمان کی نہر کھود کر لاتے ہیں وہ بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ یہاں جو نہر سے مشابہت دی ہے تو اسی لئے کہ نہر بڑی مشکل سے کھدتی ہے۔ اگر اکیلے کسی کو کھودنی پڑے تو کبھی نہ کھود سکے۔

اب اگر ہماری جماعت کے مرد یا عورتیں خیال کریں کہ ہم کو یونہی ایمان مل جائے اور کوئی قربانی نہ کرنی پڑے تو یہ ناممکن ہے۔ ایمان کے لئے بہت سی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ قربانیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو خدا کی طرف سے ہوتی ہیں اور دوسری بندہ آپ اپنے اوپر عائد کرتا ہے۔ پہلی قربانیاں جو خدا کی طرف سے ہوتی ہیں وہ اس قسم کی ہوتی ہیں مثلاً کسی کا بچہ مر جائے یا کسی کی بیوی مر جائے۔ اس میں بندے کا دخل نہیں ہوتا اس کے علاوہ جو دوسری قربانی ہے۔ اس میں انسان کا دخل نہیں ہوتا کہ بھائی بند۔ بیٹا بیوی سب مخالف ہیں اور وہ ایمان لاتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ ہے جو ایمان کی نہر کو چیر کر لاتا ہے۔ اسی طرح ایک عورت ہے جس کی سمجھ میں حق آ گیا۔ یا کوئی لڑکا لڑکی ہے جس پر حق کھل گیا۔ اور وہ اپنے ایمان پر قائم رہے۔ اور مخالفت کا خیال نہ کرے تو یہی نہر ہے جو کھود کر لاتے ہیں۔ بچپن میں ایمان لانے والوں میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی ہیں۔ جو پہلے ہندو تھے۔ ان کے والد آ کر ان کو لے گئے اور جا کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔ چھ مہینے بند رکھا۔ ایک دن انہیں موقعہ ملا تو وہ پھر بھاگ کر یہاں آ گئے۔ تو ایمان کی نہر حاصل کرنے کے لئے بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔ دنیا میں جب کوئی کپڑا، جوتی، روپیہ غرض کوئی چیز مفت نہیں ملتی تو ایمان جیسی نعمت کیسے مفت مل جائے۔ اور نہر کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایمان لانے والا وہی ہے جو قربانی کرتا ہے۔ اس سے وہ ترقی کرتا ہے۔

حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء میں فرمایا:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کے حقوق کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتی تھیں۔ اور بعض دفعہ جب کوئی عورت اپنے خاوند کی شکایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتیں تو حضرت عائشہؓ بڑے زور سے اس کی تائید کیا کرتیں اور بار بار فرماتیں کہ حقوق تلف ہو رہے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض دفعہ فرماتے کہ عائشہؓ تم تو عورتوں کی بڑے زور سے حمایت کرتی ہو۔ پھر بھی ان کے کاموں میں حضرت عائشہؓ بڑا حصہ لیتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اعتکاف بیٹھیں۔ حضرت عائشہؓ کو اس کا علم ہؤا تو انہوں نے اسی وقت مسجد میں خیمہ جا لگایا۔ باقی امہات المومنین نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے اپنے خیمے مسجد میں آ کر لگا دیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے تو آپؐ کیا دیکھتے ہیں کہ جس طرح کہیں فوج اتری ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح مسجد میں خیمے لگے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ امہات المومنینؓ کے خیمے ہیں جو انہوں نے معتکف ہونے کے لئے لگائے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اٹھا دو سب کو۔ اگر یہ خیمے یہاں لگے رہے تو لوگوں کو نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ حضرت عائشہؓ عورتوں کے حقوق کا ہمیشہ خاص خیال رکھا کرتی تھیں مگر حضرت عائشہؓ کے متعلق ہی آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔ اگر عورتوں کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ویسے ہی حالات ظاہر ہوتے جیسے آجکل ظاہر ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیتے۔ اب یہ بالکل قریب کے زمانہ کی بات ہے۔ زیادہ سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تیس چالیس برس ہوئے ہوں گے۔ مگر آپ فرماتی ہیں کہ اگر آج سے چند سال پہلے یہ حالت ظاہر ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو مساجد میں آنے کی ممانعت فرما دیتے۔ آپ نے جو اجازت دے رکھی تھی، اسے منسوخ فرما دیتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حدیث العہد عورتیں یا غیر قوموں کی عورتیں پردہ میں پوری احتیاط ملحوظ نہیں رکھتی ہوں گی اور لوگ اعتراض کرتے ہوں گے جس پر آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا جیسے قادیان میں بھی بعض ایسی باتوں پر لوگ اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ مگر باوجود حضرت عائشہؓ کے اس اعتراض کے وہ زمانہ خیر القرون ہی کہلاتا ہے کیونکہ انہوں نے اصلاحی پہلو سے اعتراض کیا تھا۔ یہ نہیں کہا کہ قوم گندی ہو گئی۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ان چیزوں کو قائم رکھا جاتا۔

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہور الدین بابر ایم۔اے

گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس یعنی تجارتی تعلیم کے ادارے

نظامت فنی تعلیم حکومت پنجاب کے تحت صوبہ بھر میں مندرجہ بالا نام سے ایک صد سے زائد ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان سطور میں ان کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔ یہ ادارے کامرس کی تعلیم عام کرتے اور متوسط طبقہ کے بچوں کو جلد تر روزگار کے اہل بنانے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ یہ ادارے انٹرمیڈیٹ کالج کے مساوی ہوتے ہیں۔ داخلے کا معیار میٹرک ہے۔ ان میں پڑھایا جانے والا دو سال کا تربیتی کورس ڈی۔کام اگرچہ ایف۔اے کے مساوی ہے۔ تاہم اپنی افادیت کے لحاظ سے ایف۔اے سے بدرجہا بہتر ہے۔

ڈی۔کام (ڈپلومہ ان کامرس) کرنے کے بعد طالب علم اس قابل ہوتا ہے کہ اگر وہ ملازمت کرنا چاہے تو اکاؤنٹس کے شعبہ میں کسی بینک یا تجارتی ادارہ میں کام کر سکے یا دوسرے مضامین پڑھنے کی صورت میں سٹینو ٹائپسٹ یا سٹینوگرافر کے طور پہ ملازمت کر لے۔ اگر مزید تعلیم یعنی بی۔کام کرنے کا خواہشمند ہو تو کسی بھی گورنمنٹ کالج آف کامرس جو پنجاب میں ایک درجن مقامات پر قائم ہیں یا ہیلی کالج آف کامرس لاہور میں داخلہ کا اہل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ وہ کسی بھی ڈگری کالج میں بی۔اے میں داخلہ کا اہل ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ بھرتی اور داخلہ کے مقاصد کے لئے ڈی۔کام کو باقاعدہ ایف۔اے کے مساوی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ملازم پیشہ حضرات کے لئے شام کی کلاسوں میں مختصر کورس بھی ہوتا ہے۔

نصاب میں انگلش، اردو اور معاشیات کے مضامین ایف۔اے والے ہی ہوتے ہیں۔ دیگر مضامین میں شارٹ ہینڈ/ٹائپ۔ اکاؤنٹس۔ بنکاری۔ دفتری دستور العمل۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان شامل ہیں۔ تدریسی عملہ یونیورسٹی کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو پبلک سروس کمیشن کی طرف سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ ان اداروں میں لائبریری، ہوسٹل کھیلیں اور دوسری تمام ہم نصابی سرگرمیاں عام کالجز کے انداز میں ہی ہوتی ہیں۔ پنجاب میں کم و بیش ڈیڑھ درجن مقامات پر لڑکیوں کے لئے بھی یہ ادارے قائم ہیں جو عموماً ضلعی سطح پر ہیں۔

آج کل ان اداروں میں داخلہ جاری ہے۔ سال بھر کے اخراجات تقریباً پانچ صد روپے ہیں جو شروع میں ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ذہین طلباء کو حکومت کی طرف سے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ دیگر اداروں کی طرف سے بھی وظائف ملتے ہیں۔ مستحق طلباء کو فیس معافی کی رعائت بھی ہوتی ہے۔ سرکاری ملازمین اور افواج میں خدمات بجالانے والوں کے بچوں کے لئے بھی وظیفہ کی مراعات دی جاتی ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے کسی بھی ادارے سے پراسپیکٹس حاصل کی جاسکتی ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پہ ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل ۲۸۰۲۵ میں اُسامہ احمد ولد منصور احمد صاحب قوم کاہلوں پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن معرفت باسل کریانہ اسٹور لطیف آباد نمبر ۶ حیدر آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ اُسامہ

باقی ص ۷ پر

انجنیئر محمد مسعود اقبال

چھوٹی چھوٹی باتیں گہرے گہرے گھاؤ

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ نے ۲۱ اپریل کے الفضل میں ایک مضمون "چھوٹی چھوٹی باتیں گہرے گہرے گھاؤ" تحریر فرمایا ہے۔ الیکٹریکل انجنیئرنگ کے نقطہ نگاہ سے انہوں نے اس مضمون میں بعض غلطیاں کی ہیں جن کی تصحیح کی غرض سے ایک مختصر سا مضمون لف ہذا ہے جس کو براہِ کرم الفضل میں شائع فرما دیں۔

انجنیئر محمد مسعود اقبال

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ نے ۲۱ اپریل ۱۹۹۱ء کے الفضل میں بجلی کے حادثات سے بچنے کے لئے ممکنہ حفاظتی تدابیر لکھی ہیں۔ بڑی محنت سے انہوں نے یہ مضمون تیار کیا ہے اور حفاظتی نقطہ نگاہ سے گھریلو استعمال کی چیزوں یعنی DOMESTIC APPLIANCES کو "EARTH" کرنے کا طریقہ بھی تجویز کیا ہے۔ چونکہ الیکٹریکل انجنیئرنگ اُن کا مضمون نہیں ہے اس لئے لازمی بات ہے کہ چند چھوٹی چھوٹی غلطیاں انہوں نے کی ہیں جن کی تصحیح کرنا مقصود ہے۔

گھر میں EARTH تیار کرنے کے لئے انہوں نے جو الیکٹروڈ (ELECTRODE) تیار کیا ہے وہ تانبے کی ۳ فٹ تار کا گچھا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جستی لوہے یا تانبے کی عمودی پلیٹ یا تانبے یا لوہے کی سلاخ یعنی ROD عمودی طور پر بطور الیکٹروڈ استعمال کی جائے۔ اس کے دو فائدے

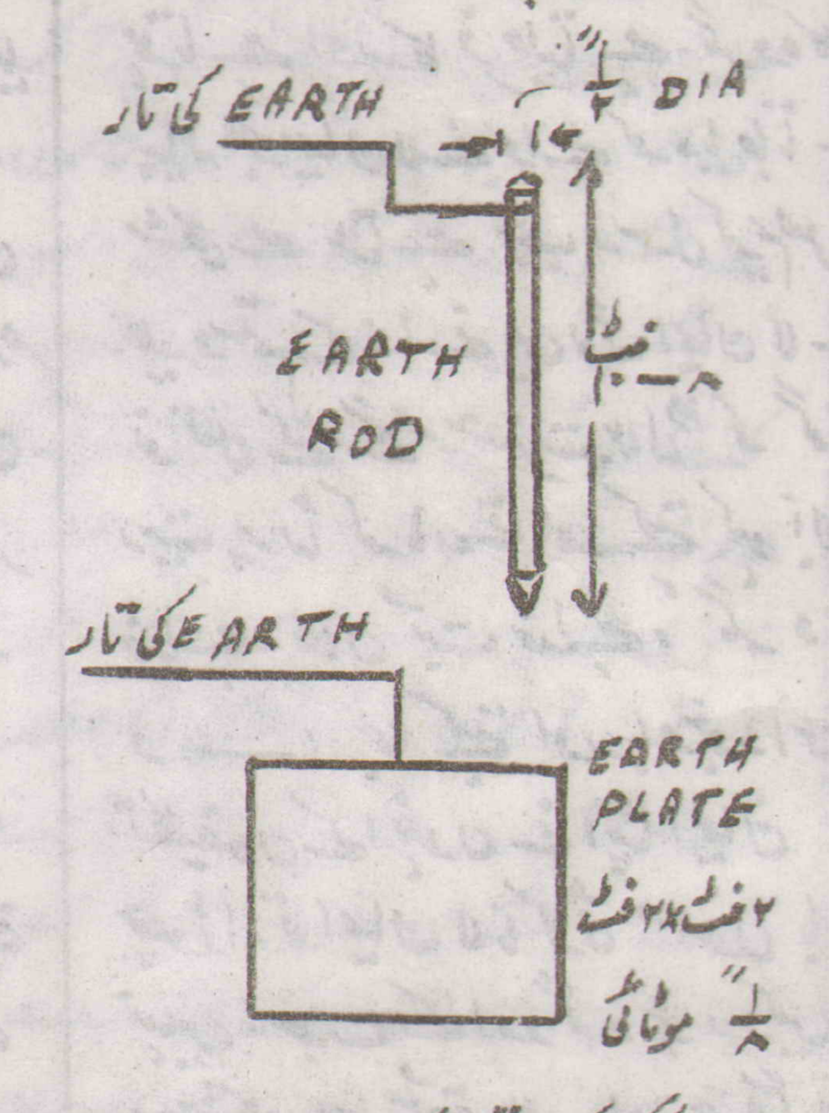

ہوں گے ایک تو یہ کہ AREA OF CONTACT بڑھ جانے کی وجہ سے تکنیکی طور پر بہتر EARTH حاصل ہو جائے گی۔ دوسرے پسے ہوئے نمک کا آمیزہ پانی سے مل کر تانبے کی تار کے گچھے کو جلد کھا جاتا ہے جبکہ پلیٹ یا راڈ کے ختم ہونے میں کافی زائد وقت لگے گا۔

ڈاکٹر صاحبہ نے تحریر کیا ہے کہ گھروں میں بجلی کی رو دو طرح کی یعنی A.C اور D.C ہوتی ہے۔ یہ بات درست نہیں کیونکہ واپڈا ایک ہی قسم کی بجلی یعنی A.C مہیا کرتا ہے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے کہ A.C کا زیادہ وولٹ کا کرنٹ کم خطرناک ہوتا ہے بہ نسبت کم وولٹ کے کرنٹ کے یہ بات بھی معلوم ہوتا ہے انہوں نے محض اپنے تخیل سے لکھ دی ہے اور درست نہیں ہے۔ مزید تصحیح کے لئے تحریر کرتا ہوں کہ VOLTAGE کی اکائی VOLTS ہوتی ہے CYCLES نہیں CYCLES تو بجلی کی FREQUENCY کی اکائی ہے اور پاکستان میں واپڈا کی سپلائی کی 50 CYCLES کی FREQUENCY ہے۔

نیز یہ کہ "NEGATIVE" اور "POSITIVE" کی تاریں D.C میں ہوتی ہیں جبکہ چونکہ گھروں میں A.C سپلائی ہوتی ہے اس لئے اس کی تاریں "NEUTRAL" اور "LIVE" کہلاتی ہیں۔

بقیہ: ص ۴ سے آگے

کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔ وہ شخص میرے کردار کی تعمیر کر گیا۔ کسی انسان کی زندگی سے اگر ہم ایک بات بھی سیکھ لیں۔ پلے باندھ لیں تو یہ احسان ہے اس کا ہم پر۔ آج بہت کم لوگ کردار کی اس عظمت تک پہنچتے ہیں۔

اس کے بعد میری تحریر میں ایک جملے کا اضافہ ہوا کہ انسان کو اس کی خامیوں کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے بلکہ یہ کہ انسان کو اس کی زندگی میں اس کی خامیوں سمیت قبول کرنا ہی معراجِ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے کیونکہ میں نے ان سے زندگی کے بہت سے قرینے سیکھے۔ (ماخوذ از مصباح)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ـــــ شیخ رحمت اللہ

ملک بشیر احمد صاحب آف نیو وے ڈرائی کلیننگ

زندگی میں یوں تو بے شمار لوگوں سے ملتے ہیں جن سے سماجی اور مجلسی سطح پر میل ملاقات بھی رہتی ہے مگر کچھ ایسی شخصیات بھی ہوتی ہیں جو دل و دماغ پر ایسے انمٹ نقوش ثبت کر جاتی ہیں جنہیں گردشِ لیل و نہار بھی دھندلا نہیں پاتی۔ ایسی ہی ایک شخصیت ملک بشیر احمد تھے۔

خوش اخلاق، خوش گفتار، ہنس مکھ، ملنسار کشادہ پیشانی۔ روشن آنکھیں۔ گندمی رنگ سر کے بال پٹہ دار۔ مضبوط، گرانڈیل۔ چوڑا چکلہ سینہ۔ ساڑھے چھ فٹ قد۔ یورپین لباس میں ہمہ تن ملبوس۔

ان کے نسبی اور خاندانی حالات سے مجھے صرف اس قدر آگہی ہے کہ ان کے والد صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ اپنی والدہ سے یہ دو ہی بیٹے تھے۔ ان کے دوسرے بھائی کا نام نذیر احمد تھا۔ جن کی شادی مولانا محمد علی صاحب کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ ان کی سوتیلی بہنیں اور بھائی 'مبائع' نہیں تھے۔

ملک صاحب کی ابتدائی تعلیم قادیان میں ہوئی۔ یہ اپنے اساتذہ اور دیگر بزرگوں کا نام بہت عزت، احترام، عقیدت اور محبت سے لیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولانا شیر علی صاحب کے ساتھ خاص اعتقاد رکھتے تھے۔ سلسلہ کے خدام کے ساتھ تو بہت شفقت اور پیار سے پیش آیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب اور حضرت ملک غلام فرید صاحب تو ان کے خاص دوستوں میں سے تھے۔ اور ہر سال کئی کئی ماہ ان کے پاس آ کر ٹھہرا کرتے تھے اور اگر کبھی ملک صاحب کو ان کی بیماری کی اطلاع ملتی تو یہ خود پنجاب جا کر انہیں اپنی معیت میں کراچی لاتے۔ اپنے پاس رکھتے علاج معالجہ کراتے اور صحت کی مکمل بحالی تک انہیں اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ ان دونوں نیک انسانوں کے ساتھ تادم واپسیں ملک صاحب کی محبت اور یگانگت کا تعلق رہا۔ اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سے بھی دوستی کا رشتہ استوار تھا۔ اور وہ بھی ان کے مہمان ہوا کرتے تھے۔

ابتدائی زندگی کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ سوتیلی والدہ کے دم قدم سے والد کے گھر کی فضا اور ماحول ان کے لئے قطعی طور پر موافق اور سازگار نہیں تھا۔ ان کی سگی والدہ چونکہ فوت ہو چکی تھیں اس لئے ان کی خبر گیری اور دلجوئی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ انہیں وجوہات کی بنا پر یہ پندرہ سولہ سال کی عمر میں گھر کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔ پہلے ہندوستان میں مختلف شہروں کی سیاحت کرتے رہے پھر مولانا غزنوی کے ہمراہ سعودی عرب چلے گئے کچھ وقت شاہی مہمان رہے۔ پھر وہاں سے امریکہ چلے گئے اور پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے تک وہیں مقیم رہے۔

امریکہ میں یہ سیلز مین شپ کرتے رہے خوب دولت کمائی۔ مالی طور پر بہت مضبوط اور مستحکم ہوئے۔ حالات بہتر سے بہتر صورت اختیار کرتے چلے گئے۔ اچھے لباس اور اچھی موٹروں کے دلدادہ تھے۔ پھر جانے دل میں کیا لہر اٹھی کہ "پاکستان کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔ اپنے ساتھ لانڈری کے لئے جدید مشینری خرید کر لائے اور کراچی میں "نیو وے ڈرائی کلیننگ" کے نام سے ماڈرن ڈرائی کلیننگ اور واشنگ طریق کار کی بنیاد رکھی۔

اچھی کارکردگی کی وجہ سے کراچی میں بالخصوص اور دیگر شہروں میں بالعموم بہت مشہور اور نیک نام ہوتے۔ انہیں کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اس کاروبار میں کھنچے چلے آئے۔

ملک صاحب بہت زمانہ شناس اور ذہین تھے۔ گرم و سرد چشیدہ تھے۔ بہت اچھی اور مدلل تقریر کرتے تھے۔ بہت اچھی شخصیت کے حامل تھے۔ اس لئے سامعین پر چھا جاتے تھے۔ گفتار کے بڑے غازی تھے مگر ان میں ایک خامی بھی تھی۔ ان میں استقلال اور جرأت کا فقدان تھا۔ اس لئے وہ کچھ نہ کر پاتے جو وہ کرنا چاہتے تھے یا کر سکتے تھے۔ مالی نقصان جو تجارت کا جزو لاینفک ہے۔ ان کی قوت برداشت سے باہر تھا۔ اور اپنی محض اس عادت سے مجبور ہو کر اپنا بہت اچھا۔ بنا بنایا۔ جما جمایا۔ کاروبار۔ باوجود میری انتہائی مخالفت کے بیچ ڈالا بعد ازاں اپنے اس فیصلے پر بہت نادم ہوئے اور کئی بار میرے پاس آ کر یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنا کاروبار بیچ کر بہت بڑی غلطی کی۔ مجھے کسی بھی صورت اپنے بزنس کو نہیں بیچنا چاہیے تھا۔ میرا مشورہ قبول نہ کرنے کا بھی ان کو بہت دکھ، رنج اور ملال تھا۔

میں نے اوپر لکھا ہے کہ یہ گفتار کے غازی تھے۔ اپنی خوش گفتاری سے دوستوں کی محفل کو گرما دیا کرتے تھے۔ طبیعت باغ و بہار تھی۔ باتیں کرتے تو یوں لگتا جیسے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ ان کی باتیں سن کر احباب کے چہرے دمکنے لگتے۔ ہونٹوں پر مسکراہٹوں کی کلیاں کھل اٹھتیں۔ اللہ نے ایسی طبیعت دی تھی جو بقول کسے۔

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گزار دے

طبیعت میں مزاح کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا۔ ان کی دلچسپ باتیں۔ حکایتیں اور لطائف یاد آ کر مزاج میں شگفتگی پیدا کر دیتی ہیں۔ دل کی کلی کھل جاتی ہے۔ ان کے مزاح میں استہزاء بالکل نہیں تھا۔ کبھی اور کسی بھی حالت میں ایسی کوئی بات نہ کرتے جو دل کو ناگوار گزرتی اور طبیعت میں تکدر پیدا کرتی۔ خود بھی خوش رہتے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتے۔ اگر کسی وجہ سے ان کا دل اداس ہوتا یا انقباض ہوتا تو ظاہر نہ ہونے دیتے۔ امریکہ کے قیام کے دوران پیش آمدہ واقعات میں سے بیشتر نے لطائف کی صورت اختیار کر لی تھی۔ یہ بہت دلچسپ سوانح تھے۔ میں اکثر و بیشتر ان سے کہتا رہتا تھا کہ ان تمام حالات و واقعات کو ضبط تحریر میں لے آئیں۔ مگر وہ کبھی اس کام کے لئے تیار نہیں ہوئے اور ڈھیر ساری ہنسانے والی باتیں اپنے ساتھ ہی لے گئے۔

دو واقعات کا وہ اکثر تذکرہ کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ اپنی پیکارڈ کار پر جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کے سامنے ایک ٹرک جا رہا تھا۔ اور انہیں راستہ دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ انہوں نے ہارن پر ہارن دے کر ڈرائیور کو توجہ دلائی۔ مگر بجائے راستہ دینے کے اس نے ٹرک کو سڑک کے بیچوں بیچ آڑا کھڑا کر کے راستہ بالکل بند کر دیا اور ٹرک سے اتر کر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے ان کی کار کی سمت بڑھا۔ اس کی نیت کو بھانپ کر جب یہ گاڑی سے باہر نکل کر کھڑے ہوئے تو وہ ان کے قدو قامت کو دیکھ کر فوراً واپس بھاگا۔ بھاگتے وقت اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ I NEVER THOUGHT YOU ARE SO BIG

اور اپنے ٹرک پر سوار ہو کر نو دو گیارہ ہو گیا۔ ٹرک ڈرائیور چونکہ خود پست قامت تھا اس لئے اس کو یہ اور بھی زیادہ قد آور لگے اور اسے واپس بھاگنے میں ہی عافیت نظر آئی۔

کاروبار سے جب فارغ ہو گئے تو ربوہ میں جا کر رہائش اختیار کر لی۔ خاصہ وقت وہاں قیام پذیر رہے۔ دل کچھ اچاٹ ہوا تو واپس کراچی آ گئے۔ مگر یہاں آ کر بھی چین نہیں آیا تو امریکہ چلے گئے اور زندگی کے آخری ایام وہیں گزارے۔

خدمتِ خلق کے جذبات سے سرشار تھے۔ در پردہ مخلوق خدا کی بہت مدد کرتے رہتے تھے۔ سلسلہ کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنی بساط سے بڑھ کر کام کرتے تھے۔ مہمان نوازی کا بھی بہت وصف تھا۔ ان کے گھر کبھی جاتے تو کھلانے کیلئے بہت اصرار کرتے دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر فرائض کو سرانجام دیتے۔ مولانا غلام باری سیف صاحب سے تعلق تھا۔ ان سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر خیالات میرے اور طرز بیان آپ کا ہو تو امریکہ میں ہم لوگوں کے دل جیت لیں۔

ملک صاحب نے تین شادیاں کیں۔ پہلی شادی ایک امریکن خاتون سے اور دوسری دونوں شادیاں پاکستانی خواتین سے کیں اولاد صرف امریکن خاتون سے تھی۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ دونوں صاحب اولاد ہیں۔ لڑکا تو کسی حد تک جماعت سے تعلق رکھتا ہے مگر لڑکی میں کوئی دینداری نہیں۔ ملک صاحب اپنی اولاد کو بہت چاہتے تھے۔ ان پر خرچ بھی شاہ دلی سے کرتے تھے۔ شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت پر بھی نمایاں توجہ صرف کیا کرتے تھے مگر بچوں میں باپ کا دینی رنگ بالکل پیدا نہیں ہو پایا۔

مجھے جب ان کی موت کی جانکاہ خبر ملی تو میری دلی تمنا تھی کہ ان کی نعش "بہشتی مقبرہ" میں پہنچ جائے۔ میری اس آرزو کی تکمیل ان کے کسی دوست نے کر دی۔ میں ملک صاحب کے اس دوست سے تو واقف نہیں ہوں مگر انہوں نے جو کارِ خیر سرانجام دیا ہے ان کے لئے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس نیک دل انسان کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ ملک صاحب

باقی صفحہ ۸ پر

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

بلکہ ہمیں ان امور کی اصلاح کی فکر کرنا چاہیئے اور وہ اصلاح اسی رنگ میں ہو سکتی ہے کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں کہ دینِ حق۔ اور احمدیت کا حقیقی مذہب انہیں میسر آ جائے۔

یہ خطبہ جمعہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء کو الفضل میں شائع ہوا تھا۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

احمد معرفت باسل کریانہ اسٹور لطیف آباد نمبر ۶ حیدرآباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میر عبدالرشید تبسم مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۴۴۱۷۔ گواہ شد نمبر ۲ منصور احمد کاہلوں وصیت نمبر ۱۹۴۹۵۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صٓ سے آگے

کی نعش کی آمد کی خبر مجھے اس وقت ملی جب یہ مقبرہ میں دفن ہو چکی تھی۔ اگرچہ ان کے جنازے میں شمولیت اختیار نہ کر سکنے کا افسوس تھا مگر دل کو یک گونہ سکون اور اطمینان تھا کہ یہ انجام بخیر کو پہنچے۔ بعد ازاں ان کی قبر پر جاکر دعا کرنے کا موقعہ ضرور مل گیا تھا۔ مگر ان کے پس ماندگاں کے عدم التفات کو دیکھ کر ذہن میں نور جہان کا یہ شعر ضرور آتا ہے

بر مزار ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

سلسلہ کے بزرگوں سے وابستگی۔ دوستوں سے وفاداری۔ جماعت کے عمائدین کی مہمان نوازی اور آئمہ سے عقیدت و احترام۔ ان کے یہ اوصاف قابل رشک تھے۔ خدا تعالےٰ ان کی نیکیوں کا ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ان کی روح کو تسکین بخشے اور اپنے قرب کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

بناکردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ڈبل بال بیئرنگ ۔ قابل اعتماد
اعلیٰ کوالٹی
مستند گارنٹی کے ساتھ
پاک چائنہ پنکھے رجسٹرڈ
(پاک الیکٹرک انڈسٹریز۔ گوجرانوالہ)
ڈیلر: نفیس زری ٹیلرز گولبازار ربوہ
(نزد خورشید یونانی دواخانہ)

خوشخبری ۔ **ھو الشافی**

قدرت نے ہر مرض کا علاج پیدا کیا ہے۔ فطرت سے قریب تر طریقہ علاج ہومیوپیتھی میں جرمنی کی سیل بند ادویات پر مشتمل "جرمن ہومیو علاج" پیچیدہ اور پرانے امراض کا مؤثر اور کامیاب علاج ہے۔ اگر آپ نے درج ذیل امراض میں ہر ممکن علاج کے بعد بھی افاقہ نہ پایا ہو تو "جرمن ہومیو علاج" ضرور آزمائیں۔

- بے اولاد مرد و خواتین۔ کوئی بھی نقص ہو۔
- اولاد نرینہ سے محروم حضرات۔
- ناک سے متعلقہ جملہ نقائص۔ پرانا نزلہ زکام۔
- گردہ، مثانہ، پتہ کی پتھری سوزش۔
- رسولیاں، گومڑ رحم یا پیٹ میں۔
- پراسٹیٹ غدود کا بڑھ جانا سوزش، رسولی۔
- قد کا نہ بڑھنا بچوں کی نشوونما کی خرابیاں۔
- گومڑ، گلٹیاں جسم کے مختلف حصوں میں۔
- مردانہ، زنانہ خاص امراض و نقائص۔
- بالوں کا وقت سے پہلے گرنا، سفید ہونا، خشکی۔
- امراض قلب، دل کا درد، انجائنا، وغیرہ۔
- دمہ اور سانس کی تکلیف۔
- ہسٹریا کا مکمل علاج۔
- مرگی کے دورے کا مکمل علاج۔
- موٹاپا کا مستقل علاج۔
- کمر درد کسی بھی نقص کی وجہ سے ہو۔
- السر معدہ و انتڑیوں کی سوزش و زخم۔
- پیچش اسہال جو کسی طرح دور نہ ہو۔
- قبض جو کسی طرح دور نہ ہو۔
- بواسیر خونی یا بادی و فسٹر۔
- خارش جلدی امراض مسے۔
- ذیابیطس شوگر پیشاب اور خون میں۔
- جوڑوں کا درد عرق النساء۔
- چھہرے، کیل مہاسے وغیرہ۔
- زخم، پرانی چوٹ، ہڈی کا نہ جڑنا۔
- بلڈ پریشر کم یا زیادہ وغیرہ۔
- ڈبلاپن اور خون کی کمی۔
- اعصابی امراض اور رعشہ۔
- سر درد ہر قسم کی۔
- نظر کی کمزوری اور سفید موتیا۔

خط لکھ کر مشورہ و معلومات مفت حاصل کریں۔ سابقہ علاج کی تفصیل ضرور لکھیں۔
اس کے علاوہ جرمنی، فرانس کی سیل بند ادویات رعائتی نرخ پر موجود ہیں۔

اوقات کار:- شام ۵:۳۰ تا ۸:۳۰ تعطیل: بروز اتوار

عزیز ہومیوپیتھک سٹور
رحمٰن کالونی یونیورسٹی روڈ ربوہ
فون ۴۱۴ (۰۴۵۲۴) (۳۵۴۶۰)

ملکی خبریں

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نوشہرہ کے اسلحہ ڈپو کی تباہی "ایک سیاسی گروپ" کو ملوث کرنے کی سازش بھی ہو سکتی ہے انہوں نے کہا کہ کہوٹہ پلانٹ کی حفاظت میں غفلت برتی گئی تو اس کے نتائج بھی تباہ کن ہوں گے۔ راجیو گاندھی کے قتل کے بعد ہمیں چوکس ہو جانا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

○ پی ڈی اے کے مسٹر افتخار گیلانی نے کہا ہے کہ حکمران بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں اب صرف عوام کے پاس جانے کا راستہ باقی رہ گیا ہے۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ سندھ جام صادق علی نے سندھ کی صورت حال کو معمول پر لانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

○ نوشہرہ کے ڈپو میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۰ ہو گئی ہے۔ تباہ شدہ ڈپو سے اتوار کے روز بھی دھماکے ہوتے رہے اور دوبارہ آگ بھڑک اٹھی۔ اس ڈپو میں سینکڑوں میل دور مار کرنے والے میزائیل موجود ہیں جنہیں فوجی انجینئروں نے تباہی سے بچا لیا۔

○ پنجاب اسمبلی نے ضمنی بجٹ منظور کر لیا ہے۔

○ نوشہرہ میں حالیہ سانحہ سے متاثرہ لوگوں نے جلوس نکال کر مظاہرہ کیا اور مخالفانہ نعرے لگائے۔ فوجی حکام کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ سکول بدرشی میں کور کمانڈر صبح ۹ بجے لوگوں سے ملاقات کریں گے۔ لیکن وہ موقع پر نہ پہنچے خاصا انتظار کرنے کے بعد ساڑھے دس بجے لوگوں نے جلوس نکالا۔

○ وزیر اعظم نے اسلامی اتحاد کے اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کو کورم پورا کرنے کے لئے اسمبلیوں میں بیٹھنے کی ہدایت کی ہے۔

مکان و پلاٹس برائے فوری فروخت

کونے کے پلاٹ پر تعمیر شدہ کوٹھی نما مکان علوم جنوبی۔ پلاٹ دارالشکر و دارالفتوح۔ مناسب قیمت
رابطہ: میر غلام احمد
فون: ۸۱۷ ربوہ

غیر ملکی خبریں

○ بنگلہ دیش کے جنوبی ساحلی علاقہ میں اتوار کے روز سیلاب کے ایک بڑے ریلے کے نتیجہ میں ۲۰۰ ماہی گیروں کی ہلاکت کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ ۲۰ فٹ اونچی سمندری لہروں نے ۳۰ کشتیوں کو نگل لیا۔

○ بھارتی افواج کے آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل پی پی سنگھ نے کہا ہے کہ بھارتی فضائیہ میں حال ہی میں جدید ساخت کے زمین سے فضا میں مار کرنے والے لیزر گائیڈڈ اور ٹی وی ریموٹ کنٹرول میزائیلوں کا اضافہ کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اس وقت بھارتی فضائیہ دنیا کی سب سے بڑی فضائی افواج میں سے ایک ہے۔

○ امریکی جریدہ ٹائم نے بتایا ہے کہ چیئرمین ماؤ کی بیوہ نے خودکشی کر لی ہے لیکن چینی حکام نے اس افواہ کی تصدیق یا تردید کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

○ جنوبی کوریا کے وزیر اعظم مسٹر چنگ یوسیول یونیورسٹی کیمپس میں طلبہ کے ایک گروپ نے ان کی تقریر کے دوران گندے انڈے برسائے اور ان کو زبردستی تقریر کرنے سے منع کر دیا۔

○ جنوبی کوریا کی نیوز ایجنسی نے فوجی ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ شمالی کوریا اور لیبیا نے سکڈ میزائیل بنانے کے ایک خفیہ معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ یہ میزائیل ایک ہزار کلومیٹر تک مار کر سکے گا۔ ایجنسی نے بتایا کہ ۱۹۹۵ء تک شمالی کوریا ایٹمی ہتھیار بنانے کے بھی قابل ہو جائے گا۔

○ ایران کے روحانی پیشوا اور اسلامی انقلاب کے رہنما امام خمینی کی دوسری برسی کی تقریبات پورے ایران میں مذہبی جوش اور جذبے سے شروع ہو گئیں۔ برسی کی تین روزہ تقریبات میں دنیا سے لاکھوں زائرین شرکت کر رہے ہیں۔

○ بھارتی خفیہ ایجنسیاں راجیو گاندھی کے قاتلوں کا پتہ لگانے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔